کشف الشبہات کا متن

05: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کلمہ توحید کی دعوت دی۔۔۔ البتہ خطرہ اس موحد کو ہے جو ہتھیار کے بغیر راہ حق میں نکل پڑا ہو۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً۔ أَمَّا بَعْدُ:

کشف الشبہات لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمہ اللہ کے اس عظیم رسالے کی شرح کا درس جاری ہے۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَالْمرَادُ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَةِ مَعْنَاهَا لَا مُجَرَّدُ لَفْظِهَا" (اس کلمہ سے مراد اس کا معنی ہے مجرد لفظ نہیں ہے)۔
کلمہ کون سا ہے؟ کلمہ توحید "لَاإِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ" یعنی صرف زبان سے کہنا کافی نہیں ہے جب تک کہ اس کلمہ کا صحیح معنی اور مفہوم نہ سمجھ کیا جائے تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ دیکھیں تین اسٹپ ہوتے ہیں:

1۔ ایک ہوتا ہے لفظ۔

2۔ ایک ہوتا ہے علم۔

3۔ لفظ نکل گیا تو ہم جانیں گے۔

لفظ ہے پھر اس کا علم ہے پھر اس کی سمجھ ہے۔ عمل چوتھے نمبر پر ہے۔ پہلے علم کا source ہے پھر علم ہے پھر عمل ہے اور عمل سے پہلے علم اور عمل کے بیچ میں ایک بنیادی چیز ہے اکثر لوگ بھول جاتے ہیں وہ ہے صحیح سمجھ۔
شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَالْكُفَّارُ الْجُهَّالُ"۔ ذرا عجب بات ہو رہی ہے، شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور جو کفار ہیں جو جاہل ہے "وَالْكُفَّارُ الْجُهَّالُ" کفر پر کفر کرنے والے جہل پر جہل کرنے والے "يَعْلَمُونَ" وہ جانتے ہیں۔ عجب بات ہے کہ جاہل بھی اور جانتے بھی ہیں!" الْجُهَّالُ" بھی ہیں اور "يَعْلَمُونَ" بھی ہیں "يَعْلَمُونَ أَنَّ مُرَادَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم" وہ یہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مراد "بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ" اس کلمہ توحید سے "هُوَ إِفْرَادُ اللّٰهِ تَعَالَى بِالتَّعَلُّقِ بِهِ" وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا ہر اس معاملے میں جس میں مخلوق کا تعلق سے خالق سے۔ جو معاملات خالق اور مخلوق کے بیچ میں ہیں ناں ان معاملات میں اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا، افراد۔ "وَالْكُفْرُ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ" اور ہر اس چیز کو جھٹلانا جس کی عبادت کی گئی اللہ تعالیٰ کے سوا "وَالْبَرَاءَةُ

مِنْهُ" اور اس سے بَری بھی ہونا۔ کس چیز سے ؟ جس چیز کی عبادت کی اللہ تعالیٰ کے سوا اور جو ان باطل معبودوں کو معبود بنانے والے ہیں ان سب سے بَری ہونا۔ " فَإِنَّهُ لَمَّا قَالَ لَهُمْ" اس لیے جب آپ ﷺ نے ان سے یعنی کافروں سے یہ کہا "قُولُوا ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ" یہ کہو کہ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے "قَالُوا" ان لوگوں نے کہا ﴿أَجَعَلَ الْأَلِهَةَ إِلَـهًا وَّاحِدًا ښ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص:5) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان مشرکوں کی زبانی الکفار الجہال کی زبانی ﴿أَجَعَلَ الْأَلِهَةَ إِلَـهًا وَّاحِدًا ښ﴾ (کیا محمد ﷺ نے سارے معبودوں کو ختم کر کے صرف ایک معبود بنا دیا) ﴿إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (یہ تو بڑی عجب بات ہے! عجیب چیز ہے)۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِذَا عَرَفْتَ" بس اگر تم نے یہ جان لیا "أَنَّ جُهَّالَ الْكُفَّارِ" کہ کافروں کے جو جاہل ہیں "يَعْرِفُونَ ذَلِكَ" وہ کلمہ توحید کو جان چکے تھے یعنی معنی کو جان چکے تھے۔ کیا معنی؟ "لا معبود بحق إلا الله"۔ یہ کہاں سے ملا آیت میں کہیں پر ہے؟ جی ہاں آیت میں تو ہے۔ آیت میں یہی ہے کہ جب انہوں نے یہ سنا آپ ﷺ کی زبان مبارک سے "قُولُوا ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ" (تم کہو لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ)۔ اگر صرف کہنا ہی مقصد تھا زبان سے تو کہہ دیتے ان کو پتہ تھا جہال الکفار کو پتہ تھا یہ علم تھا کہ کہنے سے مقصد یہ ہے کہ جانو، اس پر یقین کرو، اس کو اپنا عقیدہ بناؤ۔ تو انہوں نے زبان سے بھی نہیں کہا؟ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں بولنا چاہتے۔ جھوٹ کیسا! وہ کہتے ہیں کہ وہ جا معنی آپ بیان کر رہے ہیں یہ تو عجیب معنی ہے یہ ہمارے ذہن میں آ نہیں رہا ہمارا دماغ اس کو قبول نہیں کر رہا۔ کیا قبول نہیں کر رہا؟ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ بھی معبود ہے اور اللہ کے سوا فرشتے بھی، انبیاء علیہ السلام بھی، اولیاء بھی معبود ہیں۔ کیوں کہ لات، عزیٰ، ہبل کیا ہیں؟ میں نے پہلے بتایا تھا کہ یہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بزرگ تھے جن کی عبادت کی گئی۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَالْعَجَبُ مِمَّنْ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ" اب عجب تو ان لوگوں پر ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں "وَهُوَ لا يَعْرِفُ مِنْ تَفْسِيرِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ مَا عَرَف جُهَّالُ الْكُفَّارِ" عجب تو ان لوگوں پر ہے ان مسلمانوں پر ہے جو اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن وہ کلمہ توحید کے معنی کی تفسیر نہیں جانتے جیسا کہ کافروں کے جہال نے جانا تھا "بَلْ يَظُنُّ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ التَّلَفُّظُ" بلکہ یہ لوگ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ کلمہ سے مراد زبانی تلفظ ہے "بِحُرُوفِهَا مِنْ غَيْرِ اعْتِقَادِ" صرف حرف حرف ہی زبان سے آپ پڑھ لیں بغیر کسی اعتقاد کے "مِنْ غَيْرِ اعْتِقَادِ الْقَلْبِ لِشَيْءٍ مِنَ الْمَعَانِي" بغیر دل کے اعتقاد کے کہ صحیح معنی کیا ہے اس کے علاوہ زبان سے کہتے رہو کافی ہے۔ یہ غلط فہمی ہے یہ غلط عقیدہ ہے اور یہ غلط سوچ ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَالْحَاذِقُ مِنْهُمْ" الحاذق کہتے ہیں بڑے عالم کو جو علم میں مضبوط ہو جس کا علم مضبوط ہو۔ کن میں سے؟ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے "وَالْحَاذِقُ مِنْهُمْ" ان میں سے جو حاذق ہے جو عالم ہے بہترین علم والا ہے جس کا علم مضبوط ہے ان میں سے "يَظُنُّ" وہ یہ گمان کرتا ہے "أَنَّ مَعْنَاهَا" کہ کلمہ توحید کا معنی "لَا يَخْلُقُ ، وَلا يَرْزُقُ ، وَلا يُدَبِّرُ الأمر إِلاَّ اللَّهُ" کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، کوئی رزق دینے والا نہیں، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں "فَلا خَيْرَ فِي رَجُلٍ" اب عالم نہیں کہا کیوں کہ وہ عالم نہیں ہے اب یہ "رَجُلٍ" عام انسان ہے "فَلا خَيْرَ

فِي رَجُلٍ" کوئی بھی خیر نہیں ہے ایسے شخص میں "جُهَّالُ الْكُفَّارِ أَعْلَمُ مِنْهُ بِمَعَنى لَا إِلَهَ إلا اللهُ" ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جس شخص سے بہتر کافروں کے جہال ہیں جاہل کافر ہیں جو کلمہ توحید کا معنی اس سے بہتر جانتے ہیں۔

عجب بات ہے ، ابو جہل جہالت کا باپ ہے اور جہالت کے باپ نے کلمہ توحید کا معنی جان لیا انکار کیا کافر بن گیا اور بعض مسلمان "الْحَاذِقُ مِنْهُمْ" جو علم رکھتے ہیں اپنے آپ کو عالم کہتے ہیں بڑی پگڑی ہے ٹخنے کے اوپر شلوار ہے اور ثوب ہے اور کہتے ہیں کہ علی مشکل کشا ہے یا کہتے ہیں یا رسول اللہ مدد ، عجب بات ہے! شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ جو ان کے عالم ہیں یہ اصل میں عالم نہیں ہیں "رَجُلٍ" یہ عوام الناس سے بھی گیا گزرا ہے ۔ یہ کون سا علم ہے جو حق سے بالکل دور ہے ؟ یہ کون سا علم ہے جو حق کے خلاف ہے ؟ پھر یہ حاذق کا حال ہے جو سب سے بڑا عالم ہے اس کا یہ حال ہے کہ جہال کفار کلمہ توحید کا معنی اس سے بہتر جانتے تھے ۔عجب بات دیکھیں یہ کیسا عالم ہے !علم کی بنیاد کیا ہے؟ دنیا کے جتنے بھی علوم ہیں علوم کی بنیاد کیا ہے ؟دین کا علم اور شریعت کا علم ۔ اور دین کے علم کی شریعت کے علم کی بنیاد کیا ہے ؟ توحید کا علم ۔ اور توحید کے علم کی بنیاد کیا ہے؟ "لَا إِلَهَ إلا اللهُ" کہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتا! دیکھیں راستہ صرف ایک ہے جس نے جان کر جاننے کے بعد نہیں اپنایا وہ کافر ہے اور جس نے نہیں جانا اور بغیر جاننے کے اپنایا ہے وہ مشرک ہے ۔ بغیر جاننے کے کلمہ توحید کو نہیں جانا جو غلطی توحید میں ہوتی ہے اس کی ضد شرک ہے بیچ میں کوئی دوسری چیز نہیں ہے دیکھیں یا توحید ہے یا شرک ہے ۔ توحید کو نہیں سمجھا تو شرک ہوا اور توحید کو نہیں اپنایا تو کفر ہے ۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "إِذَا عَرَفْتَ"اللہ اکبر دیکھیں "إِذَا" شرطیہ ہے "عَرَفْتَ" جان لیا۔ اگر نہیں جانا تو پیچھے پھر پڑھیں جو میں نے کہا ہے۔ دیکھیں اس کتاب میں یہ بڑی خاصیت ہے بار بار یہ شروع میں کیوں کہا جا رہا ہے "إِذَا عَرَفْتَ، إِذَا عَرَفْتَ" یا "تَيَقَّنتَ" بڑی پیاری باتیں فرمائی ہیں ۔ وجہ یہ ہے کہ اگر ابھی بھی آپ کو شک و شبہ ہے جو باتیں ابھی تک ہوئی ہیں تو شروع سے کتاب کو پھر سے پڑھ لیں آپ کی یاداشت تازہ ہو جائے گی اور اگر جو میں نے کہا "إِذَا عَرَفْتَ" یہ تم نے جان لیا ہے "إِذَا عَرَفْتَ مَا ذَكَرْتُ لَكَ" جو میں نے تمھیں کہا ہے ابھی "مَعْرِفَةَ قَلْبٍ" دل سے جانا ہے زبان سے نہیں ۔ بعض لوگ زبان سے جانتے ہیں یا کان کی حد تک جانتے ہیں بلکہ نہیں دل سے جاننا ہے تو اگر واقعی دل سے جان لیا ہے کلمہ توحید کا معنی یعنی "لَا إِلَهَ إلا اللهُ" کا معنی یہ ہے کہ "لا معبود بحق إلا الله" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں "وَعَرَفْتَ الشِّرْكَ بِاللهِ" اور یہ بھی تم نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہے "الَّذِي قَالَ اللهُ فِيهِ" جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ﴾ (النساء:48) (کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو یا شرک ٹھہرانے کو کبھی معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے جسے چاہے معاف کر دے)۔" "وَعَرَفْتَ" اور یہ بھی جان لیا "وَعَرَفْتَ دِينَ اللهِ" اور تم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو بھی جان لیا "الَّذِي أَرسَلَ بِهِ الرُّسُلَ" جس دین کے لیے اپنے رسول بھیجے "مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ" پہلے سے لے کر آخر تک ، نوح علیہ السلام سے لے کر محمد مصطفیٰ ﷺ تک "الَّذِي لا يَقْبَلُ اللهُ مِنْ أَحَدٍ دِيناًسِوَاهُ" جس دین کے علاوہ اللہ تعالیٰ کوئی دین پسند نہیں کرتا اور کوئی دین اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے "وَعَرَفْتَ" اور

یہ بھی جان لیا "مَا أَصْبَحَ غَالِبَ النَّاسِ فِيْهِ مِنَ الْجَهْلِ بِهٰذَا" کہ اکثر جو غالب لوگ ہیں وہ اس جہالت کا شکار ہیں (کلمہ توحید کا صحیح معنی نہیں جانتے)

"أَفَادَكَ فَائِدَتَيْنِ" یہ ساری ابھی تک جو باتیں ہوئی ہیں ناں تمہیں ان سے دو فائدے ضرور ملیں گے۔ کیا فائدے ہیں ؟:

1۔ "الأُولَى، الْفَرَحُ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ" اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو حاصل کرنا۔

پہلی خوشی کیا ہے ؟ دو خوشیاں آپ کو ملتی ہیں جب آپ یہ جان لیتے ہیں۔ پہلی خوشی "الأُولَى، الْفَرَحُ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى" ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ (یونس:58)۔ پہلی خوشی یہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت کو پانا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ ان کو کہہ دیجئے ﴿بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ﴾ (اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے) ﴿فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ﴾ (اسی پر لوگوں کو خوش ہونا چاہیے)۔ کس چیز پر؟ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر۔ ﴿هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ (وہ بہت اچھا ہے اس چیز سے جو وہ جمع کرتے ہیں)۔

آپ دنیا جہاں کا مال، دولت، شہرت، نام، عزت، اولاد، کچھ بھی کما لیں جمع کر لیں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت آپ کو حاصل نہیں ہوئی تو آپ نے جو بھی جمع کیا ہے وہ سارے کا سارا ضائع ہے۔ خوشی اس وقت مومن کو نہیں ملتی جب اس کے پاس زیادہ ہوتا ہے یا اس کی شہرت ہوتی ہے یا اس کی طاقت غلبہ ہوتا ہے بلکہ مومن کو خوشی تب ملتی ہے کہ میرا ربّ اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان سب سے بڑی نعمت اور فضل کرم کیا ہے ؟ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے یہ خوشی ہے۔ کلمہ توحید کی صحیح سمجھ سب سے بڑی خوشی ہے سب سے بڑا فضل و کرم ہے اس لیے آپ کو خوش ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کلمہ توحید کی صحیح سمجھ دی ہے اور جن لوگوں کو ابھی تک سمجھ نہیں آئی اگر وہ واقعی خوش ہونا چاہتے ہیں تو اس دھوکے سے نکلیں جس میں وہ ابھی مبتلا ہیں۔ واللہ وہ دھوکے میں ڈوبے ہوئے ہیں اس دھوکے سے نکلیں اور حقیقت کی زندگی میں آئیں حقیقی علم میں آئیں اور کلمہ توحید کے صحیح معنی کو سمجھیں تب انہیں خوشی حاصل ہو گی۔

2۔ "وَأَفَادَكَ أَيْضاً" اور یہ بھی فائدہ ہوا "الْخَوْفَ الْعَظِيْمَ"۔ کس چیز سے خوف؟ من الشرك شرک سے ڈرنا۔ جب توحید کو سمجھ لیا تو پھر شرک سے تو ڈر ختم ہو گیا ناں لیکن جب صحیح نہیں سمجھا تو شرک کا خدشہ ہمیشہ رہتا ہے۔

تو دو فائدے آپ کو ہوئے ہیں اور یہ بھی خوف عظیم کہ اللہ تعالیٰ آپ ایسے امتحان میں مبتلا نہ کرے ایسی آزمائش نہ دے دے جس میں آپ توحید کو نہ سمجھ سکیں۔ بڑی آزمائش ہے میرے بھائیو واللہ۔ جو لوگ صحیح معنی سمجھ لیتے ہیں وہ لوگ کامیاب ہیں اور جنہوں نے اس معنی کو ابھی نہیں سمجھا وہ ناکام ہو رہے ہیں اس آزمائش میں۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِنَّكَ إِذَا عَرَفْتَ" پھر اگر آپ نے یہ جان لیا "أَنَّ الإِنْسَانَ" کہ بے شک انسان "يَكْفُرُ بِكَلِمَةٍ يُخْرِجُهَا مِنْ لِسَانِهٖ" کہ انسان زبان سے ایک لفظ کی وجہ سے بھی کافر ہو سکتا ہے "وَقَدْ يَقُوْلُهَا وَهُوَ جَاهِلٌ" اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہ بات کہے جہالت کی بنیاد پر "فَلَا يُعْذَرُ بِالْجَهْلِ" پھر جہالت اس کے لیے عذر نہ ہو "وَقَدْ يَقُوْلُهَا وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهَا تُقَرِّبُهُ إِلَى اللّٰهِ"

بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ یہ بات جو وہ زبان سے نکال رہا ہے یہ بات اسے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب کردے گی "کَمَا کَانَ ظَنَّ الْمُشرِکُون" جیسا کہ مشرک یہ گمان کرتے تھے "خُصُوصاً" خاص طور پر۔

اس بات پر پہلے بات کرتے ہیں کہ بعض اوقات انسان زبان سے ایسی بات نکالتا ہے ایسے لفظ نکالتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور کفر سے بڑھ کر کوئی ہلاکت نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص زبان سے ایسے لفظ نکالتا ہے انجانے میں جہنم کی تہہ میں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن شیخ صاحب نے یہاں پر فرمایا ہے "وَقَدْ یَقُولُھَاوَھُوَ جَاھِلٌ" جہالت کی بنیاد پر بعض اوقات ایسی بات کرتا ہے "فَلَا یُعْذَرُ بِالْجَھْلِ" لیکن جو یہ جہل ہے اس کے لیے عذر نہ ہو۔ پہلی بات یہ ہے کہ "العذر بالجھل" جہالت عذر ہے کہ نہیں ہے؟ اس پر علماء کی تفصیل ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے میں بتادوں آپ لوگوں کو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہالت انسان کو قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے بچا سکتی ہے؟ کوئی عذر ہے کہ میں جاہل تھا مجھے پتہ نہیں تھا؟ اس کی تفصیل ہے۔ جہالت جو عذر ہے اور عذر نہیں بھی ہے۔ عذر کب ہے عذر کب نہیں ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ جو جہالت ہے وہ عذر نہیں ہے سوائے ایک کنڈیشن کے۔ کہ ایک انسان ہے وہ کسی دوردراز جنگل میں رہتا ہے وہاں تک علم پہنچ ہی نہ سکا ہو اور اس نے اپنی آنکھ کھولی ہے ہوش سنبھالا ہے اسی زندگی میں اسی جہالت میں اور اس کی موت بھی وہیں پر ہوئی ہے اسی جہالت میں۔ اسے علم کہیں سے مل بھی نہ سکا اور کوشش کے باوجود بھی وہ علم نہ کر سکا۔ ایسے شخص کا اصحاب الفترۃ میں شمار ہو گا۔ اصحاب الفترۃ ان لوگوں کو کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کا زمانہ تھوڑا لمبا ہو جائے عرصہ لمبا ہو جائے اور لوگ توحید کو بھولنا شروع ہوں اور انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات آہستہ آہستہ ختم ہوتی جائیں تو ایسے لوگ اگر کبھی موجود ہوں جن کو اصحاب الفترۃ کہا جاتا ہے تو ان لوگوں کے متعلق علماء کے آٹھ اقوال ہیں تقریباً، ابن القیم رحمہ اللہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے امتحان لے گا۔ جو دنیا میں لوگوں سے امتحان لیا رسول بھیج کر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی وقت ان سے امتحان لے گا اللہ تعالیٰ ان کو علم دے گا کہ میں تمہارا ربّ ہوں، میں تمہارا خالق ہوں، تمہارا مالک ہوں، تمہارا سچا معبود ہوں اور سچا معبود کا مطلب یہ ہے کہ عبادت صرف میری ہی کرنی ہے اور عبادت کا حق یہ ہے میرا حق یہ ہے کہ میں جو حکم کروں جو حکم دوں اس کی تعمیل کرنی ہے۔ سمجھائیں گے اور وہ اقرار کریں گے کہ ٹھیک ہے وعدہ ہے تجھ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ کہے گا یہاں پر دیکھو ادھر کھڑکی کھلے گی اس میں تم لوگوں نے داخل ہونا ہے۔ اس میں آگ ہو گی اگر وہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ایمان یقینی ہے کہ نہیں؟ یقین ہے وہ داخل ہو گئے تو جنت ہو گی لیکن ان کو آگ نظر آرہی ہو گی۔ اور جو انکار کرے گا؟ تو وہ اللہ کا نافرمان ہے اس کو سزا ہو گی۔ تو یہ انصاف ہے۔ یہ ابن القیم رحمہ اللہ کا موقف ہے اور یہی قول راجح ہے۔ یا دوسری exception بھی ہے کہ ایک نومسلم ہو اس نے ابھی اسلام قبول کیا ہے اسے پتہ ہی نہیں ہے اس سے شرک ہو گیا ہے اس نے کلمہ توحید کو صحیح نہیں جانا اور مر گیا ہے وہ یہ بھی exception ہے ایک کہ اس کو مہلت ہی نہیں ملی کہ وہ اس کلمہ کو جان سکے یا سمجھ سکے۔ ہم بات کر رہے ہیں ان لوگوں کی جو دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں جو شہروں میں رہتے ہیں یا جو اس گاؤں میں رہتے ہیں جہاں پر علم موجود ہو۔ آج کل تو نیٹ کا زمانہ ہے موبائل کا زمانہ ہے ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے گھر گھر میں دعوت توحید پہنچ چکی ہے۔ میرے بھائی بستی بستی میں آج کمپیوٹر ہے موبائل کے ذریعے آج میسج آتے ہیں۔ آپ کو پتہ کہ دعوت میسج کے through ہو رہی ہے، میسج بنائیں کلمہ توحید کا معنی دلیل

یہ ہے اور بھیج دیں کیا جاتا ہے آپ کا۔ دو روپے جائیں گے پانچ روپے دس روپے جائیں گے لیکن آپ گھر بیٹھے توحید کی دعوت پہنچا دیں گے لوگوں کے گھروں تک۔ اب وہ پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا ہے یا اس کو دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ وہابی ہیں یہ جاہل لوگ ہیں یہ بدکار لوگ ہیں تو وہ جانے اس کا ربّ جانے آپ نے اپنا کام کر دیا ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "إِنْ أَلْهَمَكَ اللَّهُ تعالى مَا قَصَّ عَنْ قَوْمِ مُوسَى عليه السلام مَعَ صَلاحِهِمْ وَعِلْمِهِمْ أَنَّهُمْ أَتَوْهُ قَائِلِينَ" ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (الاعراف:138)۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں مشرک یہ گمان کرتے تھے کہ وہ کلمہ توحید کے باطل مفہوم کو سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کے وہ زیادہ قریب ہو رہے ہیں۔ یعنی جب لات، عزیٰ، ہبل، یعود، سواع، یغوث، نسر کو پکارتے ہیں تو حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک ہو رہے ہیں﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3)۔ تو کلمہ توحید کے اس غلط مفہوم کو انہوں نے اس لیے غلط سمجھا ہے (ان کے لیے تو یہ صحیح مفہوم ہے) کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مفہوم غلط ہے اور یہ کوئی نزدیکی کا راستہ نہیں ہے کس نے کہا ہے کہ یہ نزدیکی کا راستہ ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ دکھائیں کہاں پر فرمایا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ آپ پر یہ الہام یعنی یہ سمجھ آپ کو دے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا قصہ بیان کیا موسیٰ π کے ساتھ "مَعَ صَلاحِهِمْ وَعِلْمِهِمْ" صالح بھی تھے اور علم بھی رکھتے تھے (بنی اسرائیل والے) جانتے بھی تھے اللہ تعالیٰ کا نبی ان کے ساتھ تھا اور وہ توبہ بھی کر چکے تھے نماز بھی پڑھنا شروع کر دی تھی، اللہ تعالیٰ نے تب بنی اسرائیل کو نجات دی جب وہ صالح ہوئے بدکاری سے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿ وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً ﴾ (یونس:87) (اور اپنے گھروں کو قبلے بنا دو نماز کے)۔ ان لوگوں نے عمل کیا اس پر تو اللہ تعالیٰ کی نصرت آئی مدد آئی اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی عطا فرمائی اور چھ سو سال کی ذلت و رسوائی اور غلامی سے ان کو نجات عطا فرمائی۔ صالح بھی ہو گئے علم بھی آ گیا لیکن کیا کہا ان لوگوں نے؟ جوں ہی سمندر پار کیا آئے "أَتَوْهُ قَائِلِينَ" موسیٰ π کی طرف واپس آتے ہیں اور کہتے ہیں﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دیں جیسا کہ ان لوگوں کے لیے معبود ہیں)۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ان کا معبود ہے ہمارا معبود نہیں ہے، ان کا بت ہے ہمارا بت کہاں ہے؟ إنا لله وإنا إليه راجعون ۔مصیبت دیکھیں جب کسی امت پر آتی ہے تو کیسے آتی ہے کہ زبان سے ایک قول نکلا ہے سزا دیکھیں سزا کیا ملتی ہے! دیکھیں زبان کا قول ہلاک کر دیتا ہے۔ شیخ صاحب ⟨ کی باتوں پر ذرا غور کرنا بات کیا ہو رہی ہے کہ ایک کلمہ ہلاک کر دیتا ہے پھر بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کیا کہا؟﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ صالح بھی تھے اچھے لوگ بھی تھے توبہ کر چکے تھے نمازی بھی تھے اور علم بھی رکھتے تھے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَحِينَئِذٍ" تب آپ کو پتہ چلتا ہے "يَعْظُمُ خَوْفُكَ" تمہارا خوف اور بڑھ جاتا ہے "وَحِرْصُكَ عَلَى مَا يُخَلِّصُكَ مِنْ هَذَا وَأَمْثَالِهِ" تو آپ کے دل میں ڈر پیدا ہو جاتا ہے زیادہ ڈرنا چاہیے آپ لوگوں کو کہ آپ لوگوں کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو بلکہ آپ کا حرص بڑھنا چاہیے کہ آپ ان جیسے لوگوں سے ایسی سوچ رکھنے والوں سے آپ دور ہو جائیں۔

ایک چیز پر غور کریں انہوں نے ایک بات کہی ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾۔ صالح تھے اچھے تھے علم رکھتے تھے لیکن توحید کا علم نہیں رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ نبی کی تعلیم سچی ہے اور نبی کی تعلیم میں یہ کہیں پر نہیں تھا کہ تمہارا کوئی معبود ایسا ہو گا زمین پر جیسے یہ بت ہے۔ لیکن دیکھیں انہوں نے زبان سے کہا پھر توبہ کی کہ نہیں؟ رجوع کر لیا تھا یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ (الاعراف:138) (تم جاہل قوم ہو)۔ کیا تم ڈیمانڈ کر رہے ہو کیا اسی بت نے تمہیں ابھی نجات فرعون سے دی ہے؟ جس ربّ نے تمہیں نجات دی ہے اس کو پکارو وہ تمہارا ربّ ہے کوئی بت وغیرہ نہیں ہے وہ۔ رک گئے کہ نہ رکے؟ رک گئے۔ خطرے کی بات کیا ہے؟ کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو بڑی آزمائش میں ڈال دیا یہ بات کہہ کر صرف بات کی بات میں کر رہا ہوں۔ جو آج شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں وہ کتنی آزمائش میں ہوں گے۔ بنی اسرائیل کی آزمائش دیکھیں آپ کہہ دیا اور رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آزمائش لی کیا جو ان لوگوں نے ڈیمانڈ کی تھی پھر رک گئے تو ان کی توبہ سچی ہے کہ نہیں؟ امتحان کیا تھا؟ سامری ایک شخص تھا بنی اسرائیل میں سے علم رکھتا تھا۔ یہ مشہور ہے ناں ساری جادوگر سامری جادوگر تو وہ جادوگر کوئی نہیں تھا لیکن علم رکھتا تھا وہ شخص۔ اس سے کیا ہوا سبحان اللہ دیکھیں کہ جو یہ شخص ہے اس نے دیکھا کہ آسمان سے گھوڑا آ رہا ہے اس کو نظر آیا کسی اور کو نظر نہیں آیا (آزمائش دیکھیں) یہ گھوڑا جب زمین پر اترا تو اس پر ایک سوار ہے زمین پر جہاں پر بھی وہ پاؤں رکھتا ہے وہ جگہ زرخیز ہو جاتی ہے فوراً، جب پاؤں رکھا جگہ زرخیز ہو گئی گھاس اُگ گئی۔ اسے پتہ چلا کہ یہ جو کچھ بھی آ رہی ہے اس کے ساتھ کوئی زندگی آ رہی ہے۔ بھئی مردہ زمین زندہ ہو رہی ہے تو اس نے کیا کیا کہ پہلے تو اس نے ایک بچھڑا بنایا، بچھڑا جانتے ہیں؟ گائے کا بچہ۔ کہاں سے بنایا؟ بنی اسرائیل کی عورتیں تھیں اب چھ لاکھ کا قافلہ ہے اس میں عورتیں بھی ہیں بچے بھی ہیں

عورتوں کے پاس سونا بھی تھا۔ یہ سونا بعض علماء فرماتے ہیں یہ ادھار لیا تھا ان عورتوں سے جہاں پر وہ کام کرتی تھیں عاریہ تھا اور بعض علماء نے کہا کہ ان کا سونا لے کر آئی تھیں بہر حال یہ سونا ان کے لیے جائز نہ تھا۔ اب موسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کیا کہ ہم اس سونے کا کیا کریں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو جمع کر کے جلا دو۔ جب سونا آگ میں ڈالا جلایا پگھل گیا جب پگھل گیا اب آپس میں مل کر کوئی بدشکلی سی چیز ہو گئی۔ سامری نے کہا کہ اس بدشکلی چیز کو ہم کوئی شکل دے دیتے ہیں اس نے بچھڑا بنا دیا جب بچھڑا بنایا اور پھر دیکھا کہ زمین کے جس ٹکڑے پر گھوڑے نے پاؤں رکھا وہاں سے وہ زمین زرخیز ہو گئی زمین سے مٹی اٹھائی اور اس بچھڑے پر مار دی اس بچھڑے پر یہ مٹی ماری تو بچھڑے سے آواز آنا شروع ہوئی خر خر کی آواز۔ بس سامری نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام گیا اپنے ربّ کو ڈھونڈنے تیس دن کے لیے تیس دن سے زیادہ ہو گئے ہیں موسیٰ علیہ السلام واپس نہ آیا موسیٰ علیہ السلام جس ربّ کو ڈھونڈنے گیا ہے وہ ربّ یہاں پر میرے پاس ہے۔ عجب دیکھیں آزمائش ہے کہ نہیں! اب بچھڑا بنائیں تو ہاتھ سے تو آواز کہاں سے آ رہی ہے اس کی! تو یہی ربّ ہے۔ سامری نے عبادت کی بنی اسرائیل نے بھی عبادت کی سوائے چھ لاکھ میں سے کہا جاتا ہے کہ ستر لوگوں نے عبادت نہیں کی۔ percentage نکالیں کتنی بنتی ہے صرف ستر! جو بہترین لوگ تھے اور ان میں ہارون علیہ السلام بھی شامل تھے ہارون علیہ السلام نے روکا ان کو کہ یہ شرک ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو بچو یہ غلط ہے لیکن جب دیکھا کہ دو گروپ بن گئے ایک ان کی تائید میں ہے اور ایک مخالفت میں ہے جھگڑا ہونا ہے تو وہ پیچھے ہٹ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام آئیں گے وہ خود آ کر فیصلہ کریں گے اور خود دور ہو گئے۔

الغرض موسیٰ علیہ السلام 40 دنوں کے بعد آئے۔ آزمائش 30 دن تھے ناں 40 دن کیوں بھئی ؟ یہ بھی آزمائش تھی ان کے لیے۔ منہ سے ایک لفظ کہا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا حالانکہ اس پر عمل بھی نہیں کیا غور کریں ذرا۔ اب دو بڑی آزمائشیں تھیں کہ ایک 30 دن کا وعدہ کہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے میں نے کوہ طور پر جانا ہے اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے عطا فرمائیں گے تورات اللہ تعالیٰ نے دینی تھی وحی نازل کرنی تھی۔ کیوں کہ بنی اسرائیل کی قوم تو آگئی اب قوم کی ہدایت کے لیے instructions کیا ہیں؟ یہ قوم کہاں سے ہدایت حاصل کرے گی ؟اب وہ لٹریچر آنا تھا۔ کیا تھا؟ تورات اللہ تعالیٰ کا کلام۔30 دن کا وعدہ تھا اور وہ بنی اسرائیل کو 30 دن کا کہہ کر گئے جب وہاں پر گئے موسیٰ علیہ السلام روزے رکھتے تھے اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ جب روزے رکھتے تھے اور جانتے ہیں کہ روزے دار کے منہ کے جو منہ کی بُو ہے وہ منہ کی خوشبو تبدیل ہو جاتی ہے اور اس میں سے بُو نکلنا شروع ہوتی ہے تو انہوں نے یہ دیکھا کہ جب 30 دن پورے ہوئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ آج اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے بات کریں گے وقت مقرر سے پہلے انہوں نے مسواک کیا۔ جب مسواک کیا اللہ سے گفتگو کرنے کے لیے وہ کلیم اللہ ہیں تو خوشبو تو اچھی ہونی چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! روزے دار کے منہ کی جو بُو ہے مجھے زیادہ پسند ہے میرے ہاں "عطر من ريح المسك" جو مسک جو خوشبو تمہارے ہاں دنیا میں ہے اس سے زیادہ اچھی ہے جو روزے دار کے منہ کی بُو ہے وہ مجھے زیادہ پسند ہے اس لیے دس راتیں اور انتظار کرو۔ یے تو تیس سے چالیس دن ہو گئے۔ بنی اسرائیل کو کتنا پتہ تھا؟ تیس کا۔ ٹیلیفون تھا اس زمانے میں کہ فون کر دیتے موبائل پر میں دیر سے آؤں گا؟ ہر گز نہیں۔ سبحان اللہ، دیکھیں ٹیلیفون بھی نعمت ہے کتنی بڑی نعمت ہے اور لوگ اسے کتنا غلط استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال، جب واپس آئے تو دیکھا قوم کو بڑا عجب سا نظارا ہے کہ بچھڑے کو اٹھایا ہوا ہے سجدے کر رہے ہیں اور پکار رہے ہیں بچھڑے کو۔ شدید غصے میں آئے، موسیٰ علیہ السلام کو اتنا غصہ آیا دیکھیں اسے کہتے ہیں دینی غیرت حمیت توحید کی حمیت کہ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کا کلام تورات ہے زمین پر پھینک دیا کہ ان سے یہ شرک کا نظارا نہ دیکھا گیا ﴿وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ﴾ (الاعراف:150)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے کیا کیا؟ ﴿وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ﴾ (اے ہارون! تم نے یہ کیا کیا منع کیوں نہیں کیا ان کو؟)۔ سر کے بال پکڑے داڑھی پکڑی اپنے بھائی کی۔ جواب میں کیا فرماتے ہیں ہارون علیہ السلام؟ مجھے یہ ڈر تھا آپ آکر یہ کہیں گے کہ تم نے تفرقہ کیوں پیدا کر دیا بنی اسرائیل میں؟ میرے بھائی وحدت امت بڑی نعمت ہے واللہ بڑی نعمت ہے لیکن وحدت امت شرک پر نہیں ہوتی، بدعت پر نہیں ہوتی بلکہ توحید پر ہوتی ہے۔ بہر حال اس بچھڑے کو اٹھایا آگ میں پھینک دیا اسے جلا دیا ختم کر دیا۔

بہر حال، لمبا قصہ ہے دیکھیں زبان سے ایک لفظ نکلا اس پر عمل بھی نہیں کیا رک گئے آزمائش ہوئی عمل ہوا کہ نہ ہوا؟ شرک ارتکاب ہوا۔ پھر یہ تورات ہے، جب غصہ ٹھنڈا ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کلام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ دیکھیں دوسری آزمائش دیکھیں اب آزمائش پر آزمائش ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ جو توارت ہے اس پر تم لوگوں نے عمل کرنا ہے تم لوگ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ آپ سے وعدہ ہے ہم اس پر عمل کریں گے۔ کہتے ہیں کہ نہیں پہلے دکھاؤ اس میں لکھا ہوا کیا ہے؟ تمہارے ربّ کی طرف سے ہے جو لکھا ہو گا خیر ہی ہو گا اللہ تعالیٰ جو حکم دیتے ہیں خیر کا حکم ہی دیتے ہیں یہ کوئی مخلوق کی کتاب تو نہیں ہے تمہارے خالق کی کتاب ہے اس میں تمہاری بھلائی کا مکمل سازوسامان ہے خیر ہی خیر ہے برکت ہی برکت ہے۔ نہیں نہیں، پہلے ہمیں دکھاؤ اس میں کیا ہے پھر ہم

عمل کریں گے ۔ اس سے پہلے جن لوگوں نے بچھڑے کی عبادت کی ہے ان کا کیا ہوا؟ توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ توبہ قبول نہیں کروں گا اب میں ۔ میرے بھائی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں یہ بڑی نعمت ہے واللہ بڑی نعمت ہے اگر توبہ نہ ہوتی یا اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتے تو ہم اپنی ناک اور چہروں کو زمین پر رگڑ رگڑ کر تھک جاتے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتے ہمارا حال کیا ہوتا؟ ذرا غور کریں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا ان کو کہو کہ ابھی اندھیرا ہو جائے گا ایک دوسرے کا قتل کرنا شروع کر دو جو بچ جائے گا ان کو میں نے معاف کر دیا اور جو مر جائے گا ان کو بھی میں نے معاف کیا۔ اب ساتھ میں کون ہے باپ بیٹا ہے بھائی کوئی بھی ہے ۔ اب توبہ کرنی ہے تو ایسے توبہ کرو تم ۔ شرک اتنی مصیبت ہے اتنا بڑا گناہ ہے! جی ہاں ، یہ اس قوم کے لیے تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ آپ امت محمد ہیں محمد ﷺ کے امتی ہیں آپ توبہ کریں آپ کو یہ سزا نہیں ملے گی یہ اس قوم کے لیے سزا تھی ۔ اندھیرا چھا گیا قتل شروع ہو گیا خون ہی خون تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ !اب رحم فرما اللہ تعالیٰ اب رحم فرما۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ اب رک جاؤ پھر روشنی آ جاتی ہے جو بچ جاتے ہیں ان کو موسیٰ π فرماتے ہیں کہ اب یہ ہے تورات اب اس پر عمل کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ دکھاؤ پہلے اس میں لکھا کیا ہے جب تک دیکھیں گے نہیں ہم وعدہ نہیں کرتے ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انصاف تو ہے یہ ۔ انصاف ہے یہ ! انصاف نہیں ہے یہ ظلم ہے۔ کیوں ؟ یہ دنیا کا کنٹریکٹ نہیں ہے کہ پہلے آپ دیکھیں گے پڑھیں گے پھر آپ کہیں گے مجھے یہ کنٹریکٹ منظور ہے کہ نہیں؟ یہ کنٹریکٹ خالق اور مخلوق کا ہے یہاں پر صرف ایک آمر ہے ایک مامور ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے بس آنکھیں بند کر کے تسلیم کرنا ہے۔ گردن کٹوانے کا حکم ہے کٹوالو اسی میں تمہاری خیر ہے ۔ کیوں ؟ یہ گردن کہاں سے آئی ہے ؟ کس نے تمہیں دی ہے ؟ یہ زندگی کس نے دی ہے ؟ تمہیں انسان کس نے پیدا کیا ہے ؟ یہ اسی کا حق ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ۔ اس لیے جب انسان مر جاتا کیا کہا جاتا ہے ؟ بعض لوگ کہتے ہیں ناں کہ اللہ تعالیٰ کی امانت تھی اللہ تعالیٰ نے لی ۔

تو اس کی سزا دیکھیں جب ایسا ہوا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کس کو ؟ پہاڑ کو حکم دیا ایک پہاڑ اٹھا اور ان کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ پہاڑ سر کے اوپر !﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ﴾ (البقرۃ:63)۔ سر کے اوپر کھڑا ہو گیا کہ اب تورات میں جو لکھا ہے یہ مانو یا پہاڑ تمہارے اوپر گرا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا نہیں اب مانتے ہیں پہاڑ نہ گراؤ اب ہم **surrender** کرتے ہیں جو کچھ بھی ہے ہم مانیں گے۔ بس کسی ذریعے سے یہ ہٹ جائے سر کے اوپر سے ۔ ذرا غور کریں تصور کریں کہ پہاڑ سر پر ہے ۔ یہ چھت ہے ناں میرا خیال ہے کہ اس کا کیا وزن ہو گا اللہ کی قسم یہ بھی گر جائے تب بھی مصیبت ہے ، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے آمین ۔ اگر سر پہاڑ کھڑا ہو اور آپ صبح شام اس کو دیکھتے ہوں آپ کیا عبادت کیا کرتے ہوں گے ؟ کیسے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوں گے ؟ دل تو لگا ہوا ہے جان لٹکی ہوئی ہے ۔ تو کچھ عرصے کے بعد کچھ دیر کے بعد کہا اے موسیٰ! ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ ! ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں جو تورات میں ہے ہم اس پر عمل کریں بس اس مصیبت کو ٹال دے یہ ہم سے برداشت نہیں ہوتی ۔ وہ پہاڑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے واپس چلا جاتا ہے ہٹ جاتا ہے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ جب یہ دیکھا ناں بنی اسرائیل کی یہ حالت تو وہ ستر جو سب سے بہترین تھے (غور کریں ذرا واللہ عجیب سی قوم تھی) وہ ستر اپنے ساتھ لیے اور پہاڑ پر چلے گئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم توبہ کرتے ہیں اکیلے میں جا کر اس قوم سے ہٹ کر ۔ اے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرما ہم سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں میری قوم سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ تو رحم فرما۔

وہاں پر جاتے ہیں موسیٰ علیہ السلام جب بات کرتے ہیں تو جو ستر ہیں باقی ہارون علیہ السلام کے علاوہ ، اب دو صرف رہ گئے باقی سارے کے سارے ۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرو۔ وہ کہتے ہیں دیکھیں موسیٰ ہم نے سنا ہے دیکھا نہیں ہے ﴿اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (النساء:153) (ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے ہیں پھر مانیں گے)۔ یہ قوم کا خلاصہ ہے جو قوم کا نچوڑ ہے ناں Cream of the nation نعوذ باللہ یہ ان کی کریم ہے بنی اسرائیل کی کریم تو دیکھیں چھ لاکھ میں سے ستر جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی اب اس آزمائش میں آکر گر گئے ۔ دیکھیں ایک بات جو انہوں نے شروع میں کی تھی ناں اس کی آزمائش میں پوری کی پوری قوم تباہ ہوئی ۔ میرے بھائی شرک پر عمل نہیں کیا تھا ڈیمانڈ کی تھی بس ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ آزمائش پر آزمائش اور پوری کی پوری قوم اس آزمائش میں مبتلا ہوگئی ۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بجلی گرا دی ۔ نہیں مانو گے جب تک دیکھو گے نہیں آنکھوں سے تو نہیں مانو گے اللہ تعالیٰ کو۔ انہوں نے کہا کہ سن تو رہے ہیں آواز (اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز بھی سنائی) لیکن دیکھا نہیں ہے ہم دیکھیں گے تب مانیں گے تو آسمان سے بجلی گرائی سب کو مار دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! یہ سب سے اچھے تھے قوم میں واپس جاؤں گا ان ستر کے علاوہ تو کیا کہوں گا ان کو میں اے اللہ تعالیٰ تو رحم فرما ان کو دوبارہ زندہ کردے ۔﴿ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ﴾ (البقرۃ:56)۔

سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات تو پڑھ کر دیکھیں پھر اللہ نے ان کو زندہ کیا دوبارہ زندہ کیا اور وہ قوم واپس چلی گئی ۔ اگلی آزمائش ، جب آگے چلتے ہیں بنی اسرائیل پہنچ جاتے ہیں فلسطین دروازہ سامنے ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دارواز ے کو ہاتھ لگاؤ بس فتح تمہاری ہے ۔ سب سے مل کر کہا۔ کیا کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں ؟ ﴿ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ (المائدۃ:24) اے موسیٰ تم اور تمہارا ربّ جانے یہ لڑائی جھگڑے ہم سے نہیں ہوتے یہ قتل و غارت ہمارا کام نہیں ہے جنگ کرنی ہے تم اور تمہارا ربّ جانو تم جاؤ اور جا کر فتح کرو ہم کھانے پینے کے لیے تیار ہیں ہم عیش کرنے کے لیے تیار ہیں دروازہ کھولو جا کر ہم داخل ہونے کے لیے تیار ہیں۔ صرف دو ﴿قَالَ رَجُلٰنِ﴾ (المائدۃ:23)۔ دو کون ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ !اب صرف ہم دو ہیں اور آپ ہی ہیں اب آپ ہی رحم فرمائیں ہم کیا کریں؟اللہ تعالیٰ کا عذاب چالیس سال (آزمائش پر آزمائش) بیت المقدس میں داخل نہیں ہو سکیں گے اس صحرا میں گھومتے رہیں گے بھٹکتے رہیں گے۔ چالیس سال وہاں پر چلے گئے بھٹکتے رہے اور چالیس سال میں کیا ہوا بہت لمبے قصے ہیں ۔ من و سلویٰ وہاں پر ملا ، پتھر سے بارہ نہریں جاری ہوئیں ۔ کھانے پینے کے لیے کیا تھا ان کے لیے ؟ صحرا میں کیا ملتا ہے ؟ پانی کے لیے پتھر پر لاٹھی ماری اور پتھر سے بارہ چشمے نکل گئے اور کھانے کے لیے من و سلویٰ ہے اور سر پر دھوپ ہے ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ (البقرۃ:57)۔ جہاں چلتے تھے بادل ساتھ چلتا تھا۔ دیکھیں کتنا اچھا موسم ہے اب یہ بادل آپ جہاں جائیں وہاں چلے آپ کیا سمجھیں گے اپنے آپ کو ، جہاں پر قدم جائیں بادل آپ کے ساتھ ہیں۔ چالیس سال! پھر آزمائش ، چالیس سال ختم ہوئے واپس آئے اب داخل ہونا ہے لڑائی کر کے جنگ کر کے جہاد کر کے جہاد کیا۔ اب کیسے داخل ہونا ہے ؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کچھ کہنا ہے کچھ کرنا ہے ۔ کہنا ہے ﴿حِطَّةٌ﴾ (البقرۃ:58) (اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کر دے)۔ کرنا کیا ہے ؟ سجدے کی حالت میں سر جھکا کر جانا ہے داخل ہونا ہے یعنی ذلت اور انکساری کی انتہا اللہ تعالیٰ کے سامنے ۔ کہتے ہیں اے موسیٰ! یہ کام تو ہم سے نہیں ہوتا ہاں دوسرا کام ہم سے ہوتا ہے ہم کہتے ہیں "حنطة" اور حنطة کہتے ہوئے اپنی پشت کے

بل ایسے گھسٹتے ہوئے اندر داخل ہوئے ۔نعوذ باللہ و إنا للہ وإنا إليہ راجعون ، یعنی بدکاری کی بدتمیزی کی انتہا۔ حطة اور حنطة میں نون زیادہ ہے۔ حنطة کہتے ہیں گندم کو کھانا پینا چاہیے اور سجدے کے لیے جھکے نہیں سر اپنی پشت کے بل اپنے آپ کو گھسٹتے گئے یعنی نافرمانی تو کرنی ہے ناں ۔ بس اس دن سے لے کر اس کے بعد انبیاء علیہ السلام کا قتل ہوا، شرک اور بدعات ہوئے، کفر کا ارتکاب کیا، بدکاریاں ہوئیں، ظلم ہوا، تحریف ہوئی اللہ تعالیٰ کے کلام تورات کی یہ سب بعد میں ہوا۔اور یہ سارے کا سارکیا تھا؟ ایک کلمہ کی آزمائش تھی﴿ اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ﴾۔

اس لیے واللہ بڑا خطرناک معاملہ ہے کہ آج ہماری امت شرک میں مبتلا ہے اور صرف زبان سے نہیں کہتے بلکہ عملاً بھی شرک میں غرق ہو چکے ہیں، شرک اکبر سے بھی اکبر اگر کوئی ہے ناں شرک الربوبیۃ تو اس میں مبتلا ہیں ۔ ابو جہل نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہبل مشکل کشا ہے یا حاجت روا ہے اس نے عبادت صرف کی ہے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ ﴾ تو کہا ہے کہ ہم عبادت تو کرتے ہیں لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کریں گے یہ لوگ لیکن مشکل کشا حاجت روا صرف اللہ تعالیٰ ہے یہ مشکل کشا نہیں ہیں یہ وسیلہ ہیں ہمارے ۔

شیخ صاحب ؒ فرماتے ہیں "وَاعْلَمْ" اور یہ جان لو "أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ مِنْ حِكْمَتِهِ" کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت سے یہ حکمت ہے "لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا" کہ کوئی بھی نبی نہیں بھیجا "بِهَذَا التَّوْحِيدِ" اس توحید کے ساتھ "إِلَّا جَعَلَ لَهُ أَعْدَاءً" الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کے لیے دشمن بھی پیدا کر دیتا ہے دشمن موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہیں کہتا کہ دشمنی اختیار کرو وہ خود دشمنی اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دیتا ہے ۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ خیر والوں کو خیر کی توفیق دیتا ہے اور شر والوں کو شر کی توفیق دیتا ہے۔" كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى " جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا ﴾ (الانعام:112) (اور اسی طریقے سے ہم نے بنائے) ﴿لِكُلِّ نَبِيٍّ ﴾ (ہر نبی کے لیے) ﴿عَدُوًّا ﴾ (دشمن) ﴿شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ﴾ (انس اور جن کے شیطان) ﴿يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ﴾ (ایک دوسرے کو وحی اور باتیں کرتے ہیں) ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ﴾ (اچھی بات خوبصورت بات کر کے ایک دوسرے سے کہتے ہیں نبی کی عداوت میں)۔

دیکھیں ﴿يُوْحِيْ ﴾ چھپ کر بات کرتے ہیں ظاہر نہیں کرتے ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ ﴾ لوگوں کو خوبصورت بنا کر دیتے ہیں۔ اندر شر چھپا ہوتا ہے لیکن جو لوگوں کو باتیں سناتے ہیں وہ خوبصورت باتیں ہوتی ہیں تاکہ لوگ ان کی باتوں کو مان لیں ۔ یہ جو لوگ ہیں جو نبی کے دشمن ہیں یہ دو طریقوں سے حملہ کرتے ہیں انبیاء علیہ السلام کے متبعین پر :

1۔ "التشكيك" شک میں ڈال دیتے ہیں، شکوک و شبہات دل میں ڈال دیتے ہیں ۔ نبی نے دعوت دی نبی کا فرمان ہے، نبی نے کوئی آیت تلاوت فرمائی یا اپنی کوئی حدیث بیان فرمائی اس میں سے اپنی من مانی کا مطلب نکال کر شک و شبہ میں ڈال دیتے ہیں غلط فہمی میں ڈال دیتے ہیں ۔

2۔ دوسرا طریقہ ہے "العدوان" دشمنی زبان سے بھی اور ہاتھوں سے بھی ۔لیکن جتنے بھی انبیاء علیہ السلام کے دشمن آئے جتنے بھی انہوں نے حربے استعمال کیے کامیابی کس کی ہوئی ؟ انبیاء علیہ السلام کی ہوئی اور ان کے متبعین کی ہوئی﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (الصف:8)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں "وَقَدْ يَكُونُ لأَعْدَاءِ التَّوْحِيدِ عُلُومٌ كَثِيرَةٌ" جو توحید کے دشمن ہیں یہ شیاطین الانس والجن جو ہیں ان کے پاس بڑے علوم بھی ہوں گ۔ جاہل نہیں ہوں گے ان کے پاس بڑے علم ہوں گے "كَثِيرَةٌ" بہت زیادہ "وَكُتُبٌ" اور کتابیں بھی ہوں گی "وَحُجَجٌ" اور ان کے پاس دلیلیں بھی ہوں گی "كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى" جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾(غافر:83)(جب ان کے رسول ان کے پاس گئے)۔ دیکھیں رسول تو ان کے لیے بھیجے گئے ناں رسول ان کے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی دیکھیں ان لوگوں نے کیا کیا رسولوں کے ساتھ !اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور جب ان کے رسول ان کے پاس پہنچے ﴿بِالْبَيِّنٰتِ﴾ دلیل لے کر﴿ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ﴾ وہ خوش تو ہوئے)۔ لیکن کس چیز پر ؟ بینات پر خوش ہوئے ؟ نہیں﴿ بِمَا عِنْدَهُمْ﴾ جو ان کے پاس تھا پہلے سے اس پر خوش ہوئے) ﴿ مِّنَ الْعِلْمِ﴾(جو علم ان کے پاس تھا پہلے سے اس پر خوش ہوئے)۔ تو علم تو ان کے پاس تھا، علم تو ابو جہل کے پاس بھی تھا ابو لہب کے پاس بھی تھا۔ کیا علم ؟ یہ علم کہ لات، عزیٰ اور جو ہبل ہے یہ وسیلہ ہیں ہمارے اور ان کو پکارنا اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ہے شرک نہیں ہے اور جو بینات آپ ﷺ لے کر آئے ہیں "قُولُوا،لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا" کہا کہ یہ علم نہیں ہے اس پر خوش نہیں ہے اگرچہ یہ بینات ہیں دلیل کے ساتھ ہیں واضح دلائل ہیں اور وہ صرف ایک دعویٰ ہے۔ اگر تم نے یہ جان لیا "إِذَا عَرَفْتَ ذَٰلِكَ" اگر تم نے یہ جان لیا "وَعَرَفْتَ" اور تم نے یہ بھی جان لیا "أَنَّ الطَّرِيقَ إِلَى اللّٰهِ" کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو راستہ ہے "لَابُدَّ لَهُ مِنْ أَعْدَاءٍ قَاعِدِينَ عَلَيْهِ" کہ جو راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے صراط مستقیم پر دشمن ہیں مقرر کیے گئے ہیں دشمن بیٹھے ہیں، جو اس پر بیٹھے ہیں جو روکتے ہیں "أَهْلِ فَصَاحَةٍ ، وَعِلْمٍ ، وَحُجَجٍ" یہ ایسے لوگ ہیں جو اہل فصاحت ہیں ، علم بھی ہے زبان بھی فصیح ہے ان کے پاس حجتیں بھی ہیں ، دلائل بھی ہیں دلائل بھی پیش کریں گے وہ۔ یہ کون لوگ ہیں؟ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ" جہنم کے دروازے پر داعی ہیں جو ان کو سنے گا وہ اس کو جہنم میں دھکیل کر رہیں گے۔ یہ کون ہیں سیدنا حذیفہ τ فرماتے ہیں "صِفْهُمْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" (صحیح مسلم کی روایت ہے)۔ یہ کون ہیں کیسے ہیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں "هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا" ان کا رنگ ہمارا رنگ ہے "وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا" ان کی زبان ہماری زبان ہے۔

ہماری امت میں سے ہوں گے کوئی گورے کالے نہیں ہوں گے یہود و نصاریٰ نہیں ہوں گے یہ ہماری قوم میں سے ہوں گے ہماری امت میں سے ہوں گے تو جو ان کی بات سنے گا اس کو جہنم میں دھکیل دیں گے۔ ان کے پاس دعاۃ ہے علم بھی ہے فصاحت بھی ہے اور حجج بھی ہیں۔

"فَالْوَاجِبُ عَلَيْكَ" جب تم نے یہ جان لیا کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں امت میں تمہارے اوپر واجب ہے "أَنْ تَعَلَّمَ مِنْ دِينِ اللّٰهِ" کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں سے وہ علم حاصل کرو "مَا يَصِيرُ سِلَاحًا" جو آپ کے لیے ایک ہتھیار بن جائے "تُقَاتِلُ بِهِ هَؤُلَاءِ الشَّيَاطِينَ" جس سے آپ ان شیاطین کا مقابلہ کر سکیں۔ کون شیاطین؟ الانس والجن۔ "الَّذِينَ قَالَ إِمَامُهُمْ ، وَمُقَدَّمُهُمْ لِرَبِّكَ عَزَّوَجَلَّ" ان لوگوں کا امام جو شیاطین الانس والجن ہیں جس نے اپنے ربّ سے یہ کہا﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (الاعراف:16-17)(اے اللہ تعالیٰ ! مجھے مہلت دے دے)۔ شیطان نے ابلیس نے کیا کہا ؟(مجھے مہلت دے دے میں صراط

مستقیم پر بیٹھا رہوں گا ان کو روکتا رہوں گا) ﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ﴾ (پھر میں آؤں گا) ﴿مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ﴾ (آگے سے) ﴿وَمِنْ خَلْفِهِمْ﴾ (ان کے پیچھے سے) ﴿وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ﴾ (دائیں جانب سے) ﴿وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ﴾ (بائیں جانب سے) ﴿وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ (اور ان کی اکثریت شکر گزر نہیں ہو گی)۔

شیطان کا دعویٰ تھا شیطان نے سچ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، شیخ صاحب فرماتے ہیں "وَلَكِنْ إِذَا أَقْبَلْتَ عَلَى اللَّهِ" لیکن اگر تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے "وَأَصْغَيْتَ إِلَى حُجَجِ" اور اللہ تعالیٰ کے دلائل اور حجتیں بہترین طریقے سے آپ سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں "وَبَيِّنَاتِهِ" اور بینات کو سمجھتے ہیں "فَلَا تَخَفْ وَلَاَ تَحْزَنْ" پھر ڈرو نہیں اور غم نہ کرو ﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ (النساء:76) (کہ شیطان کی قید شیطان کا مکر شیطان کے حربے ضعیف اور کمزور ہیں)۔

تو خوشخبری کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے شیطان ضعیف ہے۔ کس کے سامنے؟ جو شریعت کا بنیادی علم رکھتے ہیں توحید کا علم رکھتے ہیں اتباع سنت کا علم رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ میرے عباد المخلصین جو ہیں وہ تیرے حربے سے محفوظ رہیں گے اور جو اخلاص نہیں جانتے توحید نہیں جانتے وہ تمہارے جال میں پھنستے رہیں گے۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "وَالْعَامِّيُّ مِنَ الْمُوَحِّدِينَ" (اور جو عام ہے عام انسان ہے (عالم نہیں) موحدین میں سے)۔ موحدین یعنی جو توحید کا علم رکھتے ہیں "يَغْلِبُ" (غالب ہوتا ہے) "أَلْفاً مِنْ عُلَمَاءِ هَؤُلَاءِ الْمُشْرِكِين" (ایک ہزار پر غالب ہوتا ہے ان مشرکوں کے علماء سے)۔

مشرکوں کے علماء کون؟ جو بڑی پگڑی والے بیٹھے ہیں ناں گدی نشین بیٹھے ہیں اپنے آپ کو عالم کہتے ہیں پیر کہتے ہیں ان میں ہزار جمع ہو جائیں ایک صف میں اور یہ مناظرہ کریں اور عالم موحد کے ساتھ جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید کا علم عطا فرمایا ہے صحیح علم جس کے پاس ہے یہ شخص اُن ایک ہزار پر غالب ہو گا۔ کیوں؟ کیوں کہ ان کے پاس سوائے شکوک و شبہات کے اور بدکلامی کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اِس کے پاس کیا ہے؟ " قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " اور سلف الصالحین کی سمجھ اور مفہوم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ (الصافات:173) (جو ہماری فوج ہے وہی غالب ہوتے ہیں)۔ اور موحد اللہ تعالیٰ کا فوجی ہوتا ہے یاد رکھیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید کا علم عطا فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فوج میں بھرتی ہو چکا ہے یاد رکھیں وہ اللہ تعالیٰ کے دین کا محافظ ہے۔ فوجی کسے کہتے ہیں؟ محافظ کو کہتے ہیں ناں جو عام فوجی ہوتے ہیں وہ وطن کے محافظ ہیں اور آپ اتنے خوش قسمت انسان ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دین کے محافظ بنیں اللہ تعالیٰ کے فوجی بنیں۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ ایک بڑا پیارا قصہ بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں ایک شخص سے یہ پوچھا گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ (آل عمران:169)۔ یہ دلیل ہے کہ جب وہ زندہ ہیں تو ان کو پکارنا چاہیے ﴿اَحْيَاۗءٌ﴾ زندہ ہیں تو زندہ کو پکارنا جائز ہے تو پکارنا چاہیے زندوں کو ہم زندوں کو پکارتے ہیں۔ "فقال العامی" جو عامی تھا اس نے کہا "يَرزقون ولاقال ، يُرزقون" حفظہ اللہ ۔ "يَرزقون" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا "يُرزقون" فرمایا؟ "يَرزقون" دوسروں کو رزق دیتے ہیں "يُرزقون" ان کو رزق ملتا ہے۔ اس شخص نے کہا "يُرزقون" ہیں۔ تو اس عامی نے کہا میں تو اس رزاق سے سوال کرتا ہوں جو مجھے

بھی رزق دیتا ہے ، آپ کو بھی رزق دیتا ہے اور ان کو بھی دیتا ہے جو زندہ ہیں برزخ کی زندگی میں اور ان سے میں کیسے مانگوں جو خود رزق کے محتاج ہیں تو وہ مجھے کہاں رزق دے سکتے ہیں ؟ یہ عامی ہیں۔ عالم نے کیا دلیل پیش کی اور عامی کا کیا جواب ملا، یہ فطرت ہے یہ توحید ہے ۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَجُنْدُ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ" (اللہ تعالیٰ کی جو فوج ہے وہ غالب ہے) ۔ کس طریقے سے ؟ "بِالْحُجَّةِ وَاللِّسَانِ" (دلیل سے اور زبان سے) "كَمَا هُمُ الْغَالِبُونَ بِالسَّيْفِ وَالسِّنَانِ" (جیسا کہ وہ تلوار سے اور زور سے بھی غالب ہیں)۔ زبان سے علم سے بھی غالب ہیں ، تلوار اور زور سے بھی غالب ہیں۔ اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ دو طریقے ہیں جہاد کے کہ علم سے بھی ہوتا ہے اور تلوار سے بھی ہوتا ہے اور علم کا جہاد تلوار کے جہاد سے زیادہ مشکل ہے کیوں کہ علم کے لیے وقت درکار ہے ۔ جہاد میں آپ جانتے ہیں میدان جنگ میں فیصلہ ہوتا ہے یا زندگی غالب ہے غازی ہے یا موت شہید ہے لیکن علم میں آپ زندگی گزارتے ہیں جب تک سانس چل رہی ہے آپ علم حاصل کر رہے ہیں ، علماء کی طرف جاتے ہیں توحید کا علم ہے، سنت کا علم ہے ، حدیث کا علم ہے، قرآن کا علم ہے، عقیدے کا علم ہے ، فقہ کا اصول کا علم ہے ، تفسیر کا علم ہے یہ سارے علوم ہیں جد و جہد کرتے ہیں تو جد و جہد علم میں زیادہ ہے اس کی نسبت جو تلوار سے جہاد ہوتا ہے اور دونوں میں فضل ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور دونوں کے ضوابط شرعیہ ہیں ۔ علم حاصل کرنا ہے اس کے اصول ہیں کہ کہاں سے کیسے حاصل کرنا ہے کون سا علم حاصل کرنا ہے ۔ جہاد تلوار سے کرنا ہے اس کے بھی ضوابط اور اصول ہیں کہ کہاں جہاد کرنا ہے کیسے کرنا ہے اور کب کرنا ہے ۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں "وَإِنَّمَا الْخَوْفُ" (اور ڈر تو اس شخص پر ہے) "عَلَى الْمُوَحِّدِ" (وہ موحد جو توحید کا علم جانتا ہے) "الَّذِي يَسْلُكُ الطَّرِيقَ وَلَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ" (جو راستے پر تو چلتا ہے توحید کے راستے پر لیکن بغیر ہتھیار کے بغیر علم کے)۔ تو علم تو اسے حاصل کرنا چاہیے اس لیے شریعت کا علم، شریعت کا بنیادی علم ،عقیدے کا علم ، صحیح منہج کا علم ، اتباع سنت کا علم یہ ہر مسلمان پر فرض ہے ۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ میں اہل حدیث ہوں یا میں سلفی یا میں موحد بن گیا ہوں بلکہ اس کے ساتھ علم بھی ضروری ہے کیوں کہ علم ہی آپ کا ہتھیار ہے ۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك